● کتاب: امیر عبدالقادر الجزائری　　مصنف: جان ڈبلیو کائزر

صفحات: ۴۵۶　　ناشر: دارالکتاب اردو بازار لاہور

تبصرہ: جاوید اختر بھٹی

عبدالقادر ۱۸۰۸ء (یا ۱۸۰۷ء) کو ''الجزائر کی قلمرو'' کے نام سے مشہور ترکی کے ساحلی شہر وہران کے ایک معروف علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام شیخ محی الدین تھا۔ پرہیزگاری اور دانش اور علم کے حوالے سے شیخ محی الدین کافی شہرت رکھتے تھے۔ محی الدین کی تین بیویاں تھیں۔ عبدالقادر کی والدہ زہرہ کا ان کی بیویوں میں دوسرا نمبر تھا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی۔ آٹھ سال کی عمر میں عبدالقادر کی والدہ نگہبانی سے مردوں کی دنیا میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ منتقلی ختنہ کی رسم کے ذریعے عمل میں آئی۔ تیرہ سال کی عمر تک عبدالقادر نے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کا مفسر بننے کی اہلیت حاصل کر لی تھی۔

محی الدین نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت اپنے مرشد حضرت عبدالقادر جیلانی کی روایت کے مطابق کی۔ عبدالقادر نسلاً ہاشمی نہیں تھے۔ خاندانی شجرے کے مطابق ان کا نسب خاندان ادریسی کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ ادریسی خاندان نے فیض شہر کی بنیاد رکھی اور مراکش پر حکومت کی تھی۔ جہاں عبدالقادر کے دادا رہتے تھے۔

امیر عبدالقادر نے الجزائر کے عوام کو بیدار کیا۔ اور فرانسیسی حملہ آوروں کے خلاف اعلانِ جہاد کیا۔ انہوں نے ۱۸۳۲ء سے ۱۸۴۷ء تک سولہ سال فرانسیسی فوج کے خلاف جنگ لڑی اور فتح حاصل کی۔ الجزائر کے قبائل میں اتفاق قائم نہ رہا تو یہ قبائل ان سے الگ ہوتے گئے۔ اور امیر عبدالقادر تنہا رہ گئے۔ ۱۸۴۸ء میں انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور گرفتاری دے دی۔ انہیں مختلف قلعوں میں قید رکھا گیا۔ ۱۸۵۲ء میں لوئی نپولین کی طرف عبدالقادر کی رہائی کا فیصلہ کیا گیا۔ ۱۸۵۳ء میں انہوں نے برسا، ترکی میں قیام کیا۔ ۱۸۵۵ء میں انہوں نے دمشق میں مستقل سکونت اختیار کی۔ ۱۸۶۳ء میں مکہ، مدینہ اور اسکندریہ کا سفر کیا۔ ۱۸۶۹ء میں نہر سوئز کے افتتاح کے موقع پر معززین میں امیر عبدالقادر بھی موجود تھے۔ اور ۱۸۸۳ء میں انہوں نے وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۷۵ برس تھی۔

جان ڈبلیو کائزر، امیر عبدالقادر کی وفات کے بارے میں لکھتا ہے: ''عبدالقادر کی روح بھی اب اس سائنسدان کی مانند ہوگئی تھی۔ جو یونیفائیڈ فیلڈ تھیوری کو ثابت کرنے کی دھن میں تھا۔ عبدالقادر کا رہنما ابن عربی تھا۔ ۲۵ مئی ۱۸۸۳ء کو گردے فیل ہو جانے سے عبدالقادر کا انتقال ہوگیا۔ اس کی روح اپنی اصل سے جا ملی۔ وصیت کے مطابق امیر کو صالحہ کی پہاڑیوں میں ابن عربی کی مسجد میں اس کے رہنما کے پہلو میں دفن کیا گیا۔''

امیر عبدالقادر کی وفات کی پیشین گوئی تین ماہ پہلے ہی نیویارک ٹائمز میں شائع ہونے والی ایک تحریر میں کر دی گئی تھی۔

''اگر امیر کے بارے میں اس کے دشمنوں کا اندازہ درست ہے تو اس صدی کے سب سے باصلاحیت

حکمرانوں اور سب سے ذہین وفطین کپتانوں میں سے ایک، تمام تر ممکنہ اندازوں کے مطابق اب اپنے طوفانی کیریئر کے اختتام تک پہنچنے کو ہے۔عبدالقادر خطرناک حد تک بیمار ہے۔''

اس کتاب میں امیر عبدالقادر کی کردارکشی کے مناظر بھی نظر آتے ہیں۔

''جین ڈھلتی ہوئی عمر کے عبدالقادر کی بھی منظورِ نظر بن گئی تھی۔ جس نے احتیاط سے خضاب لگی ہوئی سیاہ داڑھی کے ساتھ اپنی جوانی کا تاثر قائم کر رکھا تھا۔ جین کی خوشی اور اپنے شوہر کی ثقافت کو خلوص سے اپنانے کا ثبوت ہر صاحبِ بصیرت کو نظر آتا تھا۔ وہ عمر میں اپنے شوہر سے بڑی تھی اور زیادہ باعمل نہ سہی لیکن عیسائی تو تھی۔ دوسری طرف اس کا شوہر راسخ العقیدہ مسلمان تھا لیکن اس کے بعد دونوں کو ایک دوسرے کے عقیدے کا احترام کرنے میں دشواری نہیں ہوتی تھی۔''

ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے کہ

''امیر ہر سال نئی شادی کرتا تھا۔ جو عموماً سرکیشیائی لڑکیاں ہوتی تھیں جن کی عمر پندرہ سال سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔''

امریکی مصنف یہ تاثر دینے میں کامیاب رہا ہے کہ عظیم جہادی امیر عبدالقادر الجزائری جو فرانسیسوں کا دشمن تھا۔ اس نے بالآخر ۱۸۵۲ء میں فرانس کی مقتدر قوتوں کے ساتھ دوستی کر لی تھی اور اسے آخری وقت تک قائم رکھا۔ دوستی کا یہ زمانہ تیس برس سے کم کا نہیں ہے۔ اگر دیکھا جائے تو عبیداللہ سندھی، امیر عبدالقادر سے کہیں زیادہ عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کی آسائش کے لیے انگریزوں کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کیا تھا۔ راشدی صاحب کو امیر عبدالقادر اور مولانا عبیداللہ سندھی میں مماثلت نظر آتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ مماثلت انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتی۔ مولانا سندھی نہایت بلند کردار اور عزم کے انسان تھے۔ انہوں نے زندگی کو اپنے لیے بسر نہیں کیا۔ انہیں کامیابی ہوئی یا نہیں، یہ الگ بات ہے لیکن ان کے اخلاص پر شک نہیں کیا جا سکتا۔

مولانا زاہد الراشدی نے اسے تاریخ کی کوئی اہم کتاب تصور کر لیا ہے جب کہ یہ ایک تاریخی ناول ہے اور اس کا اصل نام ہے COMMANDER FO THE FAITHFUL (A STORY FO THE JIHAD) JOHAN W.KISER

حالاں کہ منظر نگاری سے اندازہ ہونا چاہیے تھا کہ واقعات کو فکشن کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ لیکن مولانا نے اپنے پیش لفظ میں اس کتاب کے ناول ہونے کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ امریکی مصنف کی تحریر میں اس کا خبثِ باطن بھی واضح طور پر نظر آتا ہے۔ جسے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یہ امریکی مصنف جان ڈبلیو کائزر کی مقبول کتاب ہے۔ مسلم عیسائی تعلقات اس کا پسندیدہ موضوع ہے۔ اور اس کا شمار امریکہ کے معروف مصنفین میں ہوتا ہے۔

مولانا راشدی صاحب نے تمام معلومات اس ناول سے حاصل کی ہیں۔ اور انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اس سے پہلے امیر عبدالقادر پر عربی، فارسی اور اردو میں کہاں کہاں کام ہوا یا نہیں ہوا۔ اور وہ ہمیں یہ بھی نہیں بتاتے کہ اس ناول کا مترجم کون ہے؟

مولانا زاہد الراشدی صاحب ایک نامور محقق ہیں۔ ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ جب کوئی کتاب ان کے ہاتھ سے گزر کر آئے تو اسے ادھورا نہیں ہونا چاہیے۔ اس عظیم جہادی کی داستان کو، ان دنوں مولانا زاہد الراشدی کے پیش لفظ کے